تصوف اور سماجی اصلاح: حافظ جمال ملتانی کا چشتیہ روایت میں کردار

Bridging Faith and Society: The Contributions of Hafiz Jamal Multani in Chishti Sufism

Abdul Majeed Chisti
MPhil Scholar, Islamic Research Centre, Bahuaddin Zakariya University, Multan
Email: abdulmajeedchishti8@gmail.com
Muhammad Naeem
MPhil Scholar, Islamic Research Centre, Bahuaddin Zakariya University, Multan
Email: naeem71572@gmail.com

ABSTRACT
Hafiz Jamal Multani, a distinguished Sufi scholar of the Silsila-e-Chishtiyah, played a pivotal role in social reformation, welfare, and education during his time. This research article explores his contributions in fostering communal harmony, promoting ethical values, and establishing educational institutions that catered to marginalized communities. Through his spiritual teachings and philanthropic efforts, Hafiz Jamal Multani emphasized the importance of knowledge, social justice, and humanitarian service, aligning with the Chishti tradition's principles of compassion and inclusivity. His legacy continues to inspire contemporary social and educational reforms, highlighting the enduring relevance of his work in fostering a more equitable society. This study draws on historical texts, oral traditions, and archival records to present a comprehensive analysis of his impact on South Asian socio-religious and educational landscapes.

Keywords: Hafiz Jamal Multani, Chishti Sufism, social reformation, education, welfare, South Asia

حافظ محمد جمال ملتانی: ایک تعارف

حضرت خواجہ محمد جمال صاحب ملتانی (1747 عیسوی) کو ملتان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام محمد یوسف اور دادا کا نام حافظ عبد الرشید تھا آپ کے دادا ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے تھے قلعہ کے باہر مشرقی جانب اقامت پذیر ہوئے ملتان صوبے کے حاکم علم دوست انسان تھے اس لیے علاقہ بھر کے علماءِ، فضلاء اور اہل علم ان کے ہاں اکثر اتے جاتے رہتے تھے حضرت حافظ محمد جمال صاحب کے والد اور دادا کو یہاں بے پناہ پذیرائی بخشی گئی آپ نے بچپن میں ہی قران مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی آپ کی ابھی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں کہ درسی کتب کی تکمیل کر لی تھی بفضلہ تعالیٰ آپ کو شرح صدر حاصل ہو گیا آپ نہایت ذہین تھے طلباء میں آپ کا کوئی بھی ثانی نہیں تھا ظاہری علوم سے فراغت کے بعد آپ کی طبیعت میں عشق الہی کا جذبہ پیدا ہوا بنا بریں دل میں مرد کامل کی جستجو نے ایک لازوال تحریک کو جنم دیا۔[1]

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کا ابتدائی زمانہ تھا کہ تلاش مرشد کا شوق پیدا ہوا اس شوق کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضرت شیخ رکن الدین ملتانی کے مزار پر حاضری کا سلسلہ شروع کیا رات بھر تلاوت قران مجید میں مشغول رہتے، اس کے بعد پھر دعا مانگتے تھے اسی طرح کرتے کرتے کچھ عرصہ بیت گیا آخر کار ایک رات کو حضرت شیخ رکن الدین ملتانی خواب میں نظر ائے اور رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی صاحب کی خدمت میں چلے جاؤ جو کہ مہار شریف میں تشریف فرماہیں آپ کا حصہ انہی کے پاس ہے جاؤ! شرف بیعت حاصل کرو اور مراد پاؤ جیسے ہی آپ بیدار ہوئے تو فوراً مہار شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔[2]

جب حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی سے ملاقات ھوئی تو آپ نے آپ نے انے کا مقصد بیان کیا آپ نے بڑی محبت اور پیار سے قریب بٹھاتے ہوئے فرمایا؟ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ عرض کیا کہ ملتان شریف سے اور بغرض بیعت حاضر ہوا ہوں حضرت خواجہ نور محمد صاحب نے پوچھا کچھ تعلیم بھی حاصل کی ہے؟ قران مجید حفظ کیا ہے آپ نے جواب دیا یہ سن کر حضرت قبلہ عالم نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا حضرت قبلہ عالم کا ہمیشہ معمول تھا کہ جب کھانا کھانے بیٹھتے تھے تو تمام دوستوں اور آپ نے مہمانوں کو بلا کر آپ نے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر بٹھاتے اور کھانا تناول فرماتے تھے جس وقت کھانا لایا گیا اور تمام احباب دستر خوان پر جمع تھے تو حضرت قبلہ عالم نے ایک خادم سے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں حافظ محمد جمال ملتانی بیٹھے ہوں گے انہیں بلالاؤ جب آپ مسجد سے محفل میں پہنچے تو مولوی محمد حسین چنڑ بہاولپوری نے آپ کو پہچان لیا اور احتراماً کھڑے ہوگئے اور ادب و احترام سے ملاقات کی اور حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی خیریت دریافت کی اس پر حضرت قبلہ عالم نور محمد صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب سے فرمایا کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ مولوی صاحب نے عرض کیا جی حضور! یہ بہت بڑے عالم ہیں یہ بہت ہی ذہین اور صاحب عقل انسان ہیں یہ ہمارے ساتھ پڑھا کرتے تھے طلباء میں کوئی بھی ان کا ہمسر یا ہم پلہ نہیں تھا یہ سن کر حضرت قبلہ عالم مہاروی نے حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی سے فرمایا کہ آپ نے ہم سے آپ نا علم کیوں چھپایا؟ عرض کی غریب نواز! مجھے ڈر تھا کیونکہ میں نے سنا تھا کہ اللہ والے علماءِ سے اجتناب کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مجھے شرف بیعت سے مشرف نہ فرمائیں حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ ہمارا تو کام ہی علماء سے ہے جہلا سے ہمارا کیا کام ہماری بات صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں جاھل لوگ ہماری بات نہیں سمجھ سکتے۔[3]

حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی حضرت قبلہ عالم مہاروی سے بیعت ہونے کے بعد ایک مدت تک آپ نے پیر و مرشد کے استانے پر مقیم رہے آپ نے پیر و مرشد کی خدمت کے لئے لوٹا اٹھاتے اور وضو کرانے کی خدمت سرانجام دیتے رہے درویشوں کی دیکھ بھال کا ذمہ بھی آپ نے اٹھا رکھا تھا اور دیشوں کو لنگر تقسیم کرنے کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔[4]

آپ نے مرشد حضرت قبلہ عالم کے آستانے پر مستقبل قیام کے دوران نہایت مشکل سے مشکل مجاہدات اور لمبی لمبی ریاضتیں کرنے لگے سفر و حضر میں آپ نے شیخ کے ہمراہ رہتے یہاں تک کہ آپ عظیم الشان اور بلند و بالا مراتب روحانی پر فیض ہوتے گئے ایک دفعہ زائرین میں کھانا تقسیم کیا جا رہا تھا کہ حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی نے فرمایا کہ کھانا سب میں تقسیم کر دیا گیا ہے ؟لانگری نے عرض کیا کہ حضور !صرف حافظ صاحب ابھی تک نہیں آئے اور کھانا بھی نہیں لیا ہے حضرت قبلہ عالم نے فرمایا جس شخص نے میرے فقر کا بوجھ اٹھانا ہے اس نے ابھی تک کھانا ہی نہیں کھایا۔[5]

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لنگر اور ضرورت کے لحاف باقی تمام لوگوں کو مل گئے مگر حضرت حافظ صاحب کو نہ تو لنگر ملا اور نہ ہی رضائی حافظ صاحب نے سوچا چلو کوئی بات نہیں بغیر کچھ کھائے اور بغیر لحاف کے رات گزار لیں گے اچانک حضرت قبلہ عالم نے حضرت حافظ محمد جمال صاحب سے فرمایا کہ ہمارے گھوڑوں کی حفاظت کے لیے جاؤ اور ان کا خیال کرو حافظ صاحب نے رات بغیر لحاف کے گھوڑوں کی حفاظت کرتے گزاری جب صبح ہوئی تو حضرت قبلہ عالم نے تمام مریدین سے خیریت دریافت فرمای سب نے شکر بجالائے حضرت حافظ صاحب سے بھی حال پوچھا گیا اب بھی شکر بجالانے حالانکہ آپ نے جاڑے کے موسم میں رات بغیر رضائی کے گزاری تھی اس بات کو سن کر حضرت قبلہ عالم مہاروی، حضرت حافظ صاحب پر پہلے سے بھی زیادہ مہربان ہو گئے۔[6]

سرزمین ملتان ایک ایسا علاقہ ہے جہاں صدیوں تک سلسلہ سہروردیہ کا راج رہا ہے حضرت بھاءالدین زکریا ملتانی نے یہاں ایک ایسی خانقاہ قائم کی تھی کہ ملتان کا سارا علاقہ اسلام میں داخل ہو گیا اٹھارویں صدی میں وہاں جس ہستی نے سلسلہ چشتیہ کی بنیاد رکھی وہ ہیں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے تربیت یافتہ خلیفہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب آپ علم و عمل کی بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال تھے اگر ایک طرف آپ روحانی اور علمی اعتبار سے بلند تھے تو دوسری طرف شجاعت و بہادری، مجاہدانہ جذبات اور سرفروشی میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے حضرت مہاروی نے ان کو ملتان میں چشتیہ سلسلہ کی ترویج اور تبلیغ کے لیے حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے اشارے پر متعین کیا تھا۔[7]

ایک دن حضرت حافظ محمد جمال ملتانی آپ نے پیرو مرشد حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے ہمراہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر تھے کہ باتوں باتوں میں ملتان کی ولایت کا ذکر چھڑ گیا حضرت خواجہ نور محمد مہاروی نے آپ نے مرشد حضرت دہلوی سے عرض کیا کہ حضور! حضرت بھاءالدین زکریا کی عظمت کے سامنے کسی ولی کا تصرف کام نہیں کرتا کوئی شخص وہاں نہیں جاتا اور نہ ہی کوئی کسی کو بیعت کرتا ہے حضرت فخر الدین صاحب نے فرمایا میاں نور محمد صاحب! اب تک ملتان بہاؤ لحق صاحب کی ولایت تھی لہذا وہاں کسی دوسرے ولی کا تصرف کام نہیں کرتا تھا لیکن اب ملتان ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے لازم ہے کہ تم وہاں آپ نا کوئی مرید بھیجو اور کہو کہ خانقاہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا میں بیٹھ

کر مرید کریں اور آپ نا تصرف قائم کرے چنانچہ آپ نے حضرت حافظ محمد جمال صاحب کو ملتان بھیج دیا انہوں نے مولوی خدا بخش کو خانقاہ غوث بہاوالحق میں بیٹھ کر مرید کیا۔[8]

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی نے حضرت حافظ محمد جمال صاحب کو خاص نعمتوں کی عطاؤں اور بے شمار مہربانیوں، انگشت عنایات سے سرفراز فرما کر، نیا لباس پہنا کر ملتان کی طرف روانہ فرماتے ہوئے فرمایا جاؤ! خلق خدا کی رہنمائی کرو حضرت حافظ صاحب ملتان میں طویل مدت تک ایک حجرے میں بیٹھ کر شدید مجاھدات اور سخت سے سخت ریاضتیں کرتے رہے یہاں تک کہ کمالات کی بلندی کو چھونے لگے آپ کے کمالات کو دیکھ کر مخلوق خدا جوق در جوق گروہوں کی شکل میں آنے لگے ملک بھر سے بڑے بڑے علماء، فضلاء اور اکابر جن کی شہرت اور فضیلت، علم کا غلغلہ چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا، حضرت حافظ جمال صاحب کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کے حصول کے لیے حاضر ہونے لگے دنیا کے بڑے بڑے صوفیاء اور متقی لوگ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دینے لگے۔[9]

حافظ صاحب کے علمی تبحر اور علمی دلچسپیوں کا اندازہ ملفوظات سے ہوتا ہے آپ قران پاک کی آیات اور احادیث شریف پڑھ کر دلائل دیتے تھے - آپ نے مریدین سے بھی مختلف آیات واحادیث کا معنی مفہوم پوچھتے رہتے اور پھر خود بھی ان کی تشریح فرماتے تھے - آپ کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ باریک سے باریک اور دقیق سے دقیق مسئلہ بھی پوچھا جاتا تو آپ اس کا حل بھی بآسانی بتا دیتے مسئلہ وحدت الوجود سے ایک خاص حد تک دلچسپی تھی حضرت محی الدین ابن عربی اور مولانا جامی کی تصانیف پر پورا عبور تھا جس وقت ان کے رموز سمجھاتے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ایک سمندر موجیں مار رہا ہے۔[10]

دینی خدمات:

حافظ صاحب نے ملتان میں ایک مدرسہ قائم کیا یہ ایک ایسی عظیم درسگاہ تھی جو علم وفضل کا اعلی مرکز تصور کی جاتی تھی اس درسگاہ میں پڑھ کر جانے والے حضرات نے آپ نے آپ نے علاقوں میں رشد وہدایت کا وہ عظیم کام کیا جو آپ نی مثال آپ تھا انہی نایاب ہیروں میں حضرت خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری بھی ہیں، جو قریبا دو سال تک حضرت حافظ محمد جمال صاحب کی خدمت میں زانوے تلمیذ تہ کیا تھا آپ کے اسی ادارے کے ایک ہونہار طالب علم علامۃ العصر حضرت علامہ حافظ عبد العزیز پرہاروی بھی پڑھتے رہے ہیں ایک دفعہ حضرت عبد العزیز پرہاروی دیوار سے ٹیک لگائے رو رہے تھے آپ نے پوچھا کیوں پیارے! کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ حضرت جی مجھے سبق یاد نہیں ہوتا اور میری طبیعت میں ملکہ بھی پیدا نہیں ہوتا فرمایا آؤ پیارے! میرے ساتھ سبق کا تکرار کرو حضرت عبد العزیز نے جیسے ہی حضرت حافظ محمد جمال صاحب کے ساتھ سبق کا تکرار کیا، بس پھر کیا تھا؟ جمال کا جمال غالب آیا اور عبد العزیز صاحب نے اس کے بعد کوئی بھی کتاب پکڑی تو اس کا جہاں سے بھی مطالعہ کیا کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔[11]

مخلوق خدا سے محبت:

اللہ کی مخلوق سے پیار اور محبت کو وہ آپ نا فرض سمجھتے تھے۔ غرباء اور امراء سب کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھتے۔ آپ تمام کی دعوت کو قبول فرماتے لیکن غرباء کے ہاں اس طرح جاتے کہ خوشی کے اثار نمایاں ہوتے آپ ہمیشہ آپ نے نبی کی سنت پر عمل پیرا رہے اور کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے بلکہ اگر کبھی کوئی شخص عیب نکالنے کی کوشش کرتا تو آپ اس کو ڈانٹ دیتے آپ کا ہمیشہ معمول رہا کہ حاضرین اور متعلقین کو پہلے کھانا کھلاتے بعد میں خود کھانا تناول فرماتے۔[12]

آپ کو آپ نے پیر بھائیوں سے بڑی عقیدت اور محبت تھی ان کا بہت احترام فرماتے تھے ان کے دکھ درد کو آپ نا دکھ درد سمجھتے تھے ان کی تکلیف کو آپنی تکلیف سمجھتے تھے آپ جب بھی کسی کی تکلیف کے بارے میں سنتے تو بے حد مغموم ہو جاتے آپ ان کی تکلیف کو رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت قاضی عاقل صاحب نے آپ کو خط لکھا جس میں انہوں نے یہ شعر بھی لکھا۔

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم   پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد۔[13]

میری جان لبوں تک ان پہنچی ہے آپ اجائیں تا کہ میں زندہ رہوں

میرے فوت ہونے کے بعد اگر آپ آئے تو اس کا کیا فائدہ؟

حضرت حافظ محمد جمال صاحب نے جیسے ہی سنا تو آپ فوراً کھڑے ہوئے جوتا بھی نہ پہنا اور جا کر حضرت قاضی عاقل محمد صاحب سے ملاقات کی۔

آپ کی ہر مجلس علماء سے بھری ہوتی تھی اور ہر محفل اصفیاء کی محفل ہوتی تھی وہ علماء اور اصفیاء جن کے مبارک چہرے افتاب جہاں تاب کی طرح فیروزاں تھے تمام تر آپ کی محفل کی زینت ہوتے تھے۔ فقر و تصوف کے علاوہ ہر انجمن میں شعر اور سخن ور زبان کی فصاحت و بلاغت، بیان کی شیرینی اور لطافت سے قادر الکلامی کی داد وصول کرتے تھے۔ آپ کی بارگاہ میں فصحاء زمان کی لبوں پر مہر خاموشی لگ جاتی تھی یعنی آپ کی علمی عظمت کے سامنے کوئی لب کشائی کی جرات نہ کر سکتا تھا اگرچہ ان میں سے ہر ایک وقت کے مشائخ باکمال اور صاحب سجادہ ہی تھے اور بارگاہ خداوندی میں مقرب اور کمال عرفان کے چمکتے ستارے سمجھے جاتے تھے لیکن وہ مظہر الہی کی ذات اوصاف کمالات کا مجموعہ، بے انتہا مہربانیوں کا جامع، بلند مراتب کا حامل خاص، کرامات اور خوارق عادات، حسن صورت اور حسن سیرت جو اربابِ بصیرت اور اصحاب بصارت کے سامنے نمایاں خوبیاں تھیں جو اوروں میں کم تھیں۔ پس کمالات اور اوصاف کے لحاظ سے ان کو مظہر جمال الہی لکھا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔[14]

اتباع شریعت:

حافظ محمد جمال صاحب ساری زندگی سنت مطہرہ پر عمل پیرا رہے- آپ فرماتے تھے کہ معرفت حق کا بہترین طریقہ وہ ہے جو مشائخ کا ہے جو رسول اکرم ﷺ سے معتبر ذرائع سے ہم لوگوں تک پہنچا ہے اور وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ رکھنے کا ہے- اس پر قائم رہنے اور باطن کو خراب عادتوں سے صاف کرنے کا ہے حضرت حافظ محمد جمال صاحب، شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا رہے فرایض، سنن، نوافل اور مستحبات تک کی پابندی فرماتے تھے- لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا درس دیتے رہتے- اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچنے کا سبق دیتے تھے۔[15]

حافظ صاحب ہمیشہ باوضو رہتے- جب نماز کا وقت اتا تو آپ وضو پر نیا وضو کر لیتے- حافظ صاحب لوگوں کو بھی باوضو رہنے کی تلقین فرماتے تھے آپ فرماتے لوگو! اگر تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو کیونکہ باطہارت رہنے سے غربت، تنگ دستی، قرض سے نجات اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے- حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نہ صرف نماز کی پابندی فرماتے تھے بلکہ تمام نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے- اخری ایام میں جب آپ کو شدید بخار کی وجہ سے بہت کمزوری ہو چکی تھی تب بھی آپ نے نماز جماعت سے ترک نہیں کی۔

آپ کے مدرسہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تمام کام سنت نبوی کے مطابق سرانجام پاتے ہر انے والے کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے ادارے میں قرب و جوار، دور و نزدیک سے لوگ اتے آور شریعت مطہرہ کا اعلیٰ عملی نمونہ بن کر آپ نے علاقوں کو لوٹتے آپ کی خدمت میں انے والے عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار اور برگزیدہ لوگ بن کر ایک کامیاب مسلمان ثابت ہوئے یہ حافظ صاحب کی نگاہ کا اثر تھا کہ سرکش لوگ صراط مستقیم پر اگئے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی جب درس و تدریس سے فارغ ہو جاتے تو آپ نے حجرے میں بیٹھ کر شدید مجاہدات، سخت سے سخت ریاضت سے آپ نے جسم کو گھٹاتے اور گھلاتے رہنے یہاں تک کہ آپ کی روحانی طاقت بہت بڑھ گئی- اور آپ کمالات کی ایسی بلندی پر جا پہنچے کہ دنیا امڈ پڑی- ان مجاہدات سے جو روحانی مقام حاصل ہوا اس سے دنیا کو بہت فیض حاصل ہوا-

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی درسگاہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ کوئی شخص کسی پر کسی بھی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کر سکتا تھا اگر کوئی ادمی کسی سے الجھتا یا اخلاق سے گری ہوئی بات کرتا تو حضرت حافظ صاحب اسے آپنی درسگاہ سے نکال دیتے ہیں اسی طرح ایک خادم آپ کے خلیفہ سے بلاوجہ الجھ پڑا تو آپ نے اسے درسگاہ سے نکال دیا بعد میں حضرت زاہد شاہ کی سفارش پر اسے معاف کرتے ہوئے آپ نے عہدے پر بحال کر دیا گیا-

حافظ صاحب چھوٹوں پر بہت مشفق اور مہربان تھے اسی وجہ سے بچے بڑے ذوق اور شوق سے آپ کی خدمت میں آتے جب کوئی بچہ آپ کی خدمت میں اتاتو اس کے لیے وہ چیز منگواتے جو بچے کو پسند ہوتی بچوں سے اس طرح گفتگو فرماتے کہ ان میں الفت، محبت اور پیار مزید بڑھ جاتا بچوں کو شیرینی اور میٹھی چیزیں ضرور کھلاتے آپ کے اس طرز عمل سے لوگ آپ کے معتقد اور فرمانبر دار ہوتے چلے گئے۔[16]

حافظ جب کبھی کسی کو بیعت کرتے تو سب سے پہلے خود وضو کرتے اور اس شخص کو بھی وضو کرنے کا کہتے پھر اس شخص کو سامنے بٹھاتے اور استغفار، تسبیح و تہلیل پڑھنے کا فرماتے بعض قرآنی آیات پڑھاتے ہوئے آپ ناہاتھ اس کے دونوں ہاتھوں میں رکھتے اور اسے فرماتے کہ "میں نے فلاں طریقے پر بیعت کی" آپ چاروں طریقوں کے جامع تھے لیکن طریقہ چشتیہ آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا وظائف کی پابندی، اچھی طرح وضو کرنے، وضو کے بعد ریش میں کنگھا کرتے، رات کو سوتے وقت انکھوں میں سرمہ لگاتے اور گناہوں سے دور رہنے کی تلقین فرماتے۔[17]

حضرت حافظ صاحب کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید ملتانی آپ نی کتاب انوار جمالیہ میں اس طرح رقم طراز ہیں کہ ایک درویش حافظ صاحب کی خدمت میں ایا کرتے تھے وہ اس قدر نیک اور پرہیز گار معلوم ہوتے تھے کہ لوگوں نے ان سے بیعت کی درخواست کی اس صالح اور فہم وادراک کے مالک بزرگ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں تمہیں چاہیے کہ اس مرد کامل کی بیعت کرو جسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لیے مقرر کیا گیا ہے پوچھا گیا کہ وہ عظیم المتبت صاحب اخر ہیں کون؟ اس صالح بزرگ نے بتایا کہ وہ عظیم ہستی حضرت حافظ محمد جمال صاحب ہیں پوچھا گیا کہ آپ کو ان کے بلند درجات اور کمالات سے اگاہی کس طرح ہوئی؟ بزرگ نے کہا کہ آسمانی ملائکہ انہیں "جمال اللہ" کہہ کر بلاتے ہیں یہ کہتے ہی اس بزرگ نے آپ ناہاتھ بیعت کے لیے حضرت محمد جمال صاحب کی طرف بڑھادیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے یہ صالح بزرگ فن شاعری میں کمال رکھتے تھے۔[18]

آپ کی محفل میں ہر طرح کے لوگوں کا انا جانا رہتا تھا آپ ہر شخص کو اس کے رتبے کے لحاظ سے عزت دیتے تھے آپ کے سامنے کسی نے حضرت خواجہ خدابخش کے بارے میں کہا کہ وہ نیک بخت انسان ہیں آپ نے فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ وہ محبوب اللہ ہیں- جو لوگ اللہ سے محبت کرنے والے ہوں وہ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں جیسا کہ قران مجید میں اللہ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ[19]

اور جو لوگ ایمان لائے، وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

حافظ محمد جمال صاحب اکثر روزے رکھا کرتے تھے اگر کوئی ادمی غیر رمضان میں بھی آپ کی دعوت کرتا تو آپ دعوت قبول فرمالیتے مگر وہاں کھانا تناول نہیں فرماتے تھے- جب کھانا کھانے کا وقت اتا تو حضرت حافظ صاحب دیگر

لوگوں کی طرح لقمہ اٹھاتے اور اسے سالن میں بھگو کر محفل میں موجود کسی دوسرے شخص کو دے دیتے اسی طرح بانی محفل یہ سمجھتا کہ حضرت حافظ صاحب بھی کھانا کھا رہے ہیں اور وہ مطمئن رہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حافظ صاحب شریعت کی پاسداری کرنے کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کو بھی ناراض نہیں کرتے تھے۔19

جہاد:

منقول ہے کہ راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے بارہا کوشش کی کہ کسی نہ کسی طریقے سے ملتان کی تسخیر ہو جائے اور کئی بار اس نے اس ارادے سے لشکر کشی بھی کی مگر ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا چونکہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب تیر کمان لے کر ہمہ وقت قلعہ میں موجود رہتے تھے اس لیے سکھوں کے لشکر کو شکست ہو جاتی تھی اور ملتان سے بے مراد واپس لوٹتے تھے جب تک حضرت حافظ صاحب زندہ رہے ملتان پر سکھوں کا قبضہ نہیں ہو سکا ایک دفعہ راجہ رنجیت سنگھ کثیر فوج کے ساتھ لاہور سے روانہ ہوا کہ وہ اس بار ملتان کو فتح کر کے ہی واپس آئے گا ابھی وہ ملتان سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ لوگ دوڑے دوڑے حضرت حافظ محمد جمال صاحب خدمت میں آئے لوگوں نے گھبرا کر کہا کہ یا حضرت! سکھ فوج ملتان کے قریب آچکی ہے اور یہ بہت بڑا لشکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا حافظ صاحب تلاوت کلام پاک کر رہے تھے یہ بات سن کر آپ جوش میں آگئے اور فرمایا کہ ہمارے ہوتے ہوئے رنجیت سنگھ ملتان کو فتح نہیں کر سکے گا۔[20]

آخر کار رنجیت سنگھ کی فوج نے بڑی کوشش اور جنگ وجدل کے بعد ناکامی کا منہ دیکھا اور قلعہ فتح کیے بغیر یوں ہی خالی ہاتھ واپس لوٹ گئی کہتے ہیں کہ اس جنگ کے دوران حضرت حافظ محمد جمال صاحب قلعہ ملتان کے برج میں تیر کمان ہاتھ میں لیے کافروں پر تیر چلاتے جا رہے تھے سب سے اہم اور حیران کن بات یہ تھی کہ لوگ جس برج پر بھی نظر کرتے حضرت حافظ محمد جمال صاحب وہاں موجود ہوتے تھے۔[21]

حافظ محمد جمال ملتانی کی زندگی کا مقصد مخلوق خدا کی خدمت اور بھلائی تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا آپ اس کی خدمت کو اولین فرض سمجھتے تھے۔ بات صرف یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ کا کوئی مرید یا پیر بھائی بھی کسی مسئلے میں مبتلا ہو جاتا تو آپ اس کی مدد کو بھی پہنچ جاتے۔ جب ڈیرہ غازی خان کے نواب نے آپ کے پیر بھائی حضرت قاضی عاقل صاحب کو جیل میں بند کر دیا تو حضرت حافظ صاحب ان سے ملنے جیل میں پہنچے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا پریشانی کی کوئی بات نہیں اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے مسئلہ جلد حل ہو جائے گا۔

وحدت الوجود:

حضرت حافظ محمد جمال صاحب وحدت الوجود کی تحقیق اور عشق رسول بارے میں علماءِ اجل میں سے تھے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت علامہ عبدالرحمن جامی کی کتابوں کو ہر درجہ محبوب رکھتے تھے نفحات الانس،

مثنوی، اور فصوص الحکم نہایت ہی پسندیدہ خاطر تھیں خصوصاً فصوص الحکم کا وہ حصہ جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل اور کمالات وجود، نور، ولادتِ، خلقت وبعثت کا ذکر ہے یہ فصل اس قدر پسند تھی کہ اگر کوئی صاحب آپ کے سامنے اس کا ذکر کر دیتا تو آپ رقص کرنے اور جھومنے لگ جاتے کتب وحدت الوجود میں سے اگر کوئی کتاب کسی کو پڑھاتے تو ایسے پیچیدہ مسائل آس انداز میں سمجھاتے کہ سننے والے حیرت میں پڑ جاتے مشکل سے مشکل مسئلہ بھی آسان فہم مثال سے اس طرح سمجھاتے کہ ایک کند ذہن طالب علم بھی بخوبی سمجھ جاتا تھا۔[22]

حافظ صاحب دلیر لوگوں میں سے تھے ایک رات آپ کو دشمن کی طرف سے خطرہ محسوس ہوا تو آپ تلوار ہاتھ میں لے کر قوم کے نوجوانوں سے بھی اگے نکل گئے دشمن کی طرف سے مسلمانوں کو بہت خطرہ محسوس ہو رہا تھا بعض مسلمانوں نے مشورہ دیا کہ ہو سکتا ہے دشمن شہر کا محاصرہ کر لے تو ہمیں شہر سے نکل جانا چاہیئے آپ نے جواباً فرمایا کہ ایسی صورت میں جہاد فرض ہو چکا ہے بھاگنا نہیں بلکہ کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔[23]

حضرت قبلہ ملتانی تیر اندازی اور شمشیر زنی میں مشاق اور یگانہ تھے آپ اس فن میں اس قدر ماہر تھے کہ لوگوں کو یہ فن سکھایا کرتے تھے اس وقت کہ حربی اسلحہ کے استعمال کے طریقے خوب جانتے تھے آپ ان خوفناک اور پر خطر ایام میں بھی بڑی جرآت کے ساتھ شہر میں اتے جاتے تھے جس طرح دشمنوں نے قلعہ کی دیوار میں نقب لگا کر برج گراتے ھوے اندر داخل ہوگئے تو لوگوں میں خوف پھیل گیا ڈر کے مارے کانپنے لگے لیکن حافظ صاحب تلوار لے کر اگے بڑھے اور دشمن کا خوب مقابلہ کیا۔[24]

حافظ محمد جمال صاحب ملتانی دین اسلام کا کام بڑے جوش اور جذبے سے سر انجام دے رہے تھے بڑی تیزی سے دین اسلام، بھٹکے ہوئے لوگوں تک پہنچ رہا تھا حافظ صاحب کی کمال شفقت اور محبت کو دیکھ کر لوگ صراط مستقیم پر چل نکلے تھے۔ گروہ در گروہ مخلوق خدا، حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگی۔ ایسے خوبصورت ماحول میں جہاں لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کر رہے تھے وہاں حاسدین کی کمی بھی نہیں تھی۔ انہی حاسدین میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو جادو کرنے میں بڑا ماہر تھا اس جادوگر کو یہ کمال رونق ناگوار گزری اور اس نے حسد کی وجہ سے اس کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی ۔ جب حضرت حافظ صاحب کو نور باطن سے معلوم ہوا تو آپ نے مراقبہ کیا۔ حافظ صاحب کی روحانی طاقت سے جادوگر تڑپ تڑپ کر مر گیا۔[25]

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی لوگوں کی تربیت کچھ اس انداز میں فرماتے کہ لوگوں کے دل اللہ کی طرف مائل ہو جاتے۔ زنگ الود دل صیقل ہو جاتے اور بعض کے دلوں میں تو دیدار الہی کی تڑپ بھی جاگ اٹھتی جیسا کہ اللہ قران کریم میں بھی فرماتا ہے۔

فَمَن كَانَ يَرجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعمَلْ عَمَلاً صَالِحاً[26]

پس جو شخص آپ نے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے۔

ایسے ہی ایک شخص نے بار بار دیدار الٰہی کرانے کا از حد اصرار کیا تو ایک دن آپ نے فرمایا میری دستار آپ نے سر پر رکھ لو! دستار سر پر رکھتے ہی اس شخص کی حالت غیر ہو گئی کیونکہ ظرف کم تھا برداشت نہ کر سکا اور وہ مجذوب ہو گیا۔

حضرت ملتانی فرماتے ہیں کہ گرمیوں کا موسم تھا سخت گرمی پڑ رہی تھی حضرت محب النبی یعنی حضرت فخر الدین دہلوی صاحب روزے کی حالت میں کسی ضروری کام سے دلی کے بازار سے گزر رہے تھے ایک عقیدت مند نے شربت کے گلاس میں مصری اور پھول ڈال کر گلاس آپ کی خدمت میں پیش کیا حضرت فخر الدین دہلوی صاحب نے اس شخص کی خواہش کے مطابق شربت نوش فرمایا اور چل پڑے کسی خادم نے عرض کیا حضور! روزے کی حالت میں آپ نے شربت پی لیا؟ آپ نے فرمایا اس وقت افطار میں دو فائدے حاصل ہوئے، ایک تو مسکین کی خوش دلی حاصل ہوئی اور دوسرا یہ کہ سرکش نفس کو سزا بھی ملی کیونکہ اج کے دن نفس روزے کی مشقت برداشت نہیں کر رہا تھا اب اس کو 60 روزوں کی مشقت برداشت کرنا پڑے گی بعد میں حضرت شیخ فخر الدین دہلوی المعروف محب النبی نے بطور کفارہ 60 روزے مسلسل رکھے تھے۔[27]

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نہ صرف لوگوں کی تعلیم و تربیت کے وقت سنت کو مد نظر رکھتے بلکہ آپ نے نجی معاملات میں بھی سنت رسول مد نظر رہتی آپ جب کھانا تناول فرماتے تو دیگر لوگوں کی طرح پیٹو بن کر نہیں کھاتے تھے بلکہ انتہائی کم کھانا کھاتے چھوٹے چھوٹے لقمے لیتے اور خوب چبا چبا کر کھاتے تھے۔ اسی دوران ایسے مسائل جو پند و نصائح پر مشتمل ہوتے ان پر سیر حاصل گفتگو بھی کرتے رہتے تھے۔

حضرت حافظ صاحب قیمتی، عمدہ اور سادہ مگر پر وقار لباس زیب تن فرماتے۔ تہ بند بہت کم استعمال کرتے تھے۔ سر مبارک پر موسم کے مطابق، کبھی روئی دار اور کبھی دوسری ٹوپی رکھتے تھے۔ کبھی قلندری کرتا بھی استعمال فرماتے تھے اکثر آپ سر پر پٹکا مگر کبھی کبھی دستار بھی سر پر باندھ لیتے تھے سفر میں موزے اور جراب زیب پا کرتے، جوتے درمیانے، کھلے اور مضبوط استعمال فرماتے تھے۔ تنگ اور لطیف جوتوں سے اجتناب فرماتے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے جو بھی پہنا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ چاند بدلی سے نکلا ہے۔[28]

حضرت حافظ صاحب وضو کے پانی کی پاکیزگی کا بہت خیال فرماتے آپ نے وضو کے واسطے دو کوزے رکھے ہوئے تھے آپ فرماتے کہ آپ نے لیے وضو کا برتن مخصوص کرنا اچھا تو نہیں مگر چونکہ لوگ برتنوں کی پاکیزگی میں احتیاط نہیں کرتے اس لیے میں نے وضو کے لیے برتن مخصوص کر لیا ہے آپ وضو کرتے وقت بے تحاشہ پانی کا استعمال نہیں

فرماتے تھے بلکہ سنت نبوی کے مطابق پانی استعمال کرتے وضو کرتے وقت کسی دوسرے سے مدد نہ لیتے تھے وضو سے قبل ہمیشہ مسواک، ظہر اور عشاء کے بعد ریش مبارک میں سنت کے مطابق کنگھا کرتے وضو سے فراغت کے بعد مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے اکثر جماعت خود کرواتے تھے انتہائی سکون اور اطمینان سے نماز پڑھاتے۔[29]

حافظ صاحب کی گفتگو کا مرکز و محور صرف ذات خداوندی ہوتا۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کائنات میں ہر طرف اسی کی قدرت کے جلوے ہیں۔ ہر جگہ وہی ہے ہر رنگ میں اسی کا رنگ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے۔

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ[30]

پس تم جدھر بھی رخ کرو، اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔

آپ لوگوں کو اس بات کی خاص تلقین فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کا اسوہ حسنہ ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس شخص نے آپ کی سیرت طیبہ پر عمل کیا وہ کامیاب و کامران ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قران مجید میں فرماتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[31]

یقیناً تمہارے لیے رسولُ اللہ (ﷺ) کی ذات میں بہترین نمونہ (اسوۂ حسنہ) موجود ہے۔

آپ کے حلقے کے کچھ لوگ اس بحث میں الجھ رہے تھے کہ ولی کی کیا پہچان ہے؟ حضرت حافظ صاحب کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے پس وہی ولی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ[32]

اے ایمانَ والو! اللہ کی اطَاعت کرو اور رَسول کی بھی اطاعت کرو۔

ایک مرتبہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب آپ نے پیر و مرشد حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے ہمراہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر تھے وہاں ہی ایک صالح بزرگ کا انتقال ہو گیا حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی انہیں غسل دیا اور کفن دفن کا اہتمام کیا اسی موقع پر ہی حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی نے حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی سے پوچھا کیا ملتان میں میلے اور ہجوم خلق تو ہوتا ہی ہوگا؟ عرض کیا جی حضور! فرمایا تم بھی کبھی میلے کا تماشہ دیکھنے جاتے ہو گے؟ یہ سن کر حضرت حافظ محمد جمال صاحب سوچ میں پڑ گئے کہ پیر و مرشد کے اس فرمان میں کیا حکمت ہو گی؟ پس جب ملتان واپس آئے ایک دن ملتان میں ایک میلہ تھا حضرت حافظ صاحب بھی آپ نے پیر کے فرمان کے مطابق میلہ دیکھنے چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بزرگ جن کو دہلی میں غسل دے کر حضرت حافظ محمد جمال صاحب نے دفن کیا تھا وہ اس میلے میں موجود ہیں حافظ صاحب نے ان سے فرمایا

کیا آپ وہی ہیں جو دلی میں فوت ہوئے تھے اور میں نے آپ کے غسل، کفن اور دفن کا انتظام کیا تھا؟ انہوں نے جواباً فرمایا جی ہاں! میں وہی ہوں اور ساتھ ھی اس نے کہا کہ درویش لوگ کبھی نہیں مرا کرتے یہ تو پردہ شریعت ہے کہ دنیا سے سفر کر کے چلے جاتے ہیں حافظ صاحب کو وہ حکمت سمجھ میں آگئی کہ پیر و مرشد نے کیوں فرمایا تھا کہ میلہ دیکھنے جاتے ہو؟[33]

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب ملتانی، حضرت بابا فرید صاحب کے عرس مبارک میں شریک تھے اسی موقع پر حضرت قبلہ عالم مہاروی صاحب کو پوتے کی خوشخبری سنائی گئی اسی مناسبت سے حضرت قبلہ عالم نے آپ نے پوتے کا نام غلام فرید رکھا یہی غلام فرید چھوٹی عمر میں ہی حضرت حافظ جمال صاحب سے بیعت ہوئے یہی صاحبزادے ایک طویل مدت تک حضرت محبوب اللہ مولانا خدابخش خیرپوری کی خدمت میں تحصیل علم سے بہریاب ہوتے رہے اور حضرت حافظ صاحب نے بھی خصوصی توجہ سے نوازا حضرت حافظ صاحب تمام لوگوں سے فرماتے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور انہیں آپ نے بیٹوں کی طرح ہی عزیز رکھا کرتے تھے تمام ضرورتوں کو احسن انداز میں پورا فرماتے اکثر انہیں آپ نے پاس بٹھا کر شیرینی، مصری اور بادام وغیرہ کھلاتے تھے۔[34]

آپ لوگوں کی تربیت کرتے وقت انہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ اللہ پر توکل رکھو- حالات جیسے بھی ہوں زمانہ کتناہی تمہارا مخالف کیوں نہ ہو جائے، بڑے سے بڑے جابر اور ظالم کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے بھروسہ صرف اللہ پر رکھنا کیونکہ اللہ ہی بہتر کارساز اور مددگار ہے- علاقہ سنگھڑ کے قاضی کو آپ سے بڑی عقیدت تھی مگر یہ بات وہاں کے بلوچ سرداروں کو ناگوار گزرتی تھی- بنابریں وہ قاضی کے مخالف ہوگئے- قاضی نے اس بات کا ذکر حضرت حافظ صاحب سے کیا تو آپ نے فرمایا قاضی صاحب! اللہ پر توکل رکھو وہی تمام کام آسان بنانے والا ہے- اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی دنوں بعد تمام سردار آپ نی موت آپ مرگئے-30

آپ کے ایک مرید کو شوق تھا کہ وہ بیت اللہ شریف کی زیارت کرے اس مقصد کے لیے اس نے دوصد روپے جمع بھی کر لیے، اس کے گھر والوں نے اسے روکا مگر وہ شخص آپ نے معاملے میں بضد تھا وہ شخص حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے ارادے کا اظہار کیا حافظ صاحب نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم دونوں اکٹھے بیت اللہ شریف میں حاضر ہوں گے جب رات ہوئی تو اس شخص نے خواب کی حالت میں آپ نے آپ کو مع حافظ صاحب کے خانہ کعبہ کے سامنے پایا صبح ہوئی تو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت حافظ صاحب آپ نی زبان معرفت ترجمان سے مناسک حج، زیارت بیت اللہ شریف اور دیگر مقامات قدسیہ کا ذکر فرمارہے تھے- انداز بیان سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فی الحقیقت یہ سب کچھ ملاحظہ فرماکے آئے ہیں۔[35]

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی تبلیغ کرتے وقت لوگوں سے فرماتے تھے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت وسیع ہے اور اس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالی قران مجید میں بھی فرماتا ہے۔

رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ[36] میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

جب اللہ کی رحمت اور فضل شامل حال ہوتا ہے تو مشکل سے مشکل کام بھی اسان ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ ذکر اذکار سے فارغ ہوئے تو مرید نے عرض کیا حضرت !لوگوں کی تعداد زیادہ ہے اور لنگر بظاہر کم معلوم ہوتا ہے یہ بات سن کر آپ نے فرمایا لنگر اج ہم تقسیم کریں گے۔ اللہ کا نام لے کر لنگر تقسیم کرنا شروع کیا تو اللہ کے فضل سے اتنی برکت ہوئی کہ کھانا تمام لوگوں کو کافی ہو گیا۔

حافظ محمد جمال ملتانی لوگوں کو اعلی اخلاق آپ نانے اور رزائل اخلاق سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ فرماتے کہ بری صحبت سے اجتناب کرو اور اچھوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ آپ نی نظر کی حفاظت کرو جیسا کہ اللہ تعالی قران کریم میں بھی فرماتا ہے۔۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ[37]

(اے نبی!) مؤمن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ آپ نی نگاہیں نیچی رکھیں۔

مردوں کو چاہیے کہ غیر محرم کی طرف مت دیکھا کریں۔ ایک شخص نے آپ کی توجہ ایک نوجوان کی طرف کراتے ہوئے کہا کہ یہ نوجوان ایک غیر محرم کی طرف مائل ہے حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نے اس نوجوان کو آپ نی طرف بلا کر آپ نے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا تو وہ نوجوان بری راہ سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہو گیا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی لوگوں کو عفو و درگزر کا بھی سبق دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی مسلمان بھائی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے بدلہ مت لیں بلکہ اسے معاف کر دیا کریں کیونکہ یہ عمل اللہ کو بہت ہی محبوب ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب مکہ فتح ہوا تو وہ لوگ جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شہر مکہ سے نکال دیا تھا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طرح طرح کی زیادتیاں کی تھیں آج وہ لوگ ڈر رہے تھے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ آج ہم تم سے کسی قسم کا کوئی بدلہ نہیں لیں گے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کے مدرسہ کے ایک طالب علم کی شکایت حضرت حافظ محمد جمال ملتانی تک پہنچی تو حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نے درگزر فرماتے ہوئے اس طالب علم کو معاف فرما دیا۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی ساری زندگی لوگوں کی بھلائی، اسلام اور دین کی تبلیغ کرتے گزری اور سچ تو یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی نے لوگوں کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ ان کی زندگی اسوہ حسنہ کا اعلی نمونہ بن گئی رذائل اخلاق سے توبہ کرکے اخلاق حسنہ کو آپ نالیا لوگوں میں اخلاص، پیار، محبت اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا جذبہ پیدا کر دیا- اسی طرح ایک شخص گھوڑے پر سوار بلوچوں کی بستی سے گزر رہا تھا کہ بستی کے لوگوں نے چاہا کہ وہ اسے پکڑلیں گھڑ سوار نے خطرے کے پیش نظر گھوڑا تیز کر دیا اسی اثناء میں اسے ایک ادمی نے راستے میں روکنے کی کوشش کی اور بتایا کہ میں حضرت حافظ صاحب کا مرید ہوں اور تم بھی حضرت حافظ صاحب کے مرید ہو گھوڑ سوار حیران ہو کر بولا جناب! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں حضرت حافظ صاحب کا مرید ہوں؟ اس نے کہا کہ حافظ صاحب کا روحانی فیض اتنا ہے کہ میں اس فیض سے پہچان لیتا ہوں کہ یہ ادمی قبلہ حافظ صاحب کا مرید ہے یا نہیں۔[38]

حضرت حافظ صاحب مختصر کلام میں گفتگو فرمایا کرتے تھے مگر ان کی گفتگو طالبان حق کے لیے نفع بخش اور حکمت و معرفت سے بھرپور ہوتی تھی حضرت حافظ صاحب کا معمول یہ تھا کہ وہ ہر شخص سے اس کے مزاج کے مطابق گفتگو کرتے مگر کوئی عالم ہوتا تو علمی مسائل کی گفتگو شروع فرماتے اگر کوئی زراعت پیشہ ہوتا تو اس کے ساتھ اس کے تالیف قلب کے لیے اور اس کی خوش طبعی کے لیے دلچسپ حکایات بیان کرتے کبھی کبھی آپ معزز حاضرین مجلس کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے کلام فرماتے مگر اس میں صرف حق اور سچ کو ہی دخل ہوتا تھا۔[39]

جب مریدین اور خلفاء میں سے کسی کو کتاب کا سبق دیتے اور مسئلہ وحدت الوجود پر بیان کرتے تو اس مسئلے کو اس انداز میں بیان کرتے کہ عقل و فکر حیران رہ جاتے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کے علم کے دریا موجزن ہیں آپ نے جو علم حاصل کر رکھا تھا اس کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی علوم و معانی پر بھاری تھا آپ مسئلہ سمجھانے میں بہت سی مثالیں دیتے جس سے ایک کند ذہن بھی بات کو اعلی طریقے سے سمجھ جاتا تھا۔[40] ایک دفعہ ایک ایسا شخص حاضر خدمت ہوا جو مال و دولت کے حساب سے امیر کبیر تھا دنیا کی ہر اسائش اس کے پاس تھی مگر وہ شخص پھر بھی پریشان تھا حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کرنے لگا حضور! میرے پاس دنیا کی ہر سہولت ہے لیکن خوف آخرت دامن گیر ہے دنیاداری میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا غم مت کرو کیونکہ آپ نے آپ نا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا ہے۔[41]

حضرت حافظ محمد جمال صاحب آپ نے مریدین اور خلفاء کو وہی ہدایات اور نصیحتیں کرتے جو آپ کے پیر و مرشد آپ نے خلفاء اور مریدین کو فرماتے تھے حضرت قبلہ عالم کی چند نصیحتیں درج ذیل ہیں۔

1. دولت مند اور امیر لوگوں سے زیادہ اختلاط و میل ملاپ نہ رکھناہاں! اگر ان کی اصلاح اور ہدایت مطلوب ہو تو مضائقہ نہیں فقراء کا دروازہ، دروازہ خدا ہوتا ہے فیوض و برکات کے لیے ہر کوئی اسکتا ہے۔

2. اب جس کا ہاتھ بھی پکڑیں اسے ضائع نہ کرنا اگرچہ وہ آپ کے حق میں ناشائستگی کی حد تک پہنچا ہو

3. اہل عجز اور سائل کو محروم نہ رکھنا غرباء کا مددگار رہنا صحیح المشرب سادات کا احترام کرنا ضروری ہے

4. علماءِ حق کی سرپرستی کرنا انکا ادب ولحاظ ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے

5. جو کچھ ہم سے، پیران عزام سے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور حق سبحانہ وتعالی سے آپ نے حاصل کیا ہوا ہے ان پر، آپ نے مشائخ کے طریقے کے مطابق سختی سے عمل پیرا رہنا اور شدت سے کوشاں رہنا چاہیئے۔[42]

خلاصۃ:

حافظ محمد جمال ملتانی کے آباء واجداد ہجرت کرکے ملتان تشریف لائے۔4717ء ملتان میں ہی محمد یوسف بن حافظ عبدالرشید کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جسے تاریخی اوراق میں حافظ محمد جمال ملتانی کہاجاتا ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی ابھی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں کہ آپ نے قران کریم حفظ اور درسی کتب کی تکمیل کرلی تھی۔ روحانیت کی طرف راغب ہوئے تو حضرت شاہ رکن عالم رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے اشارے پر آپ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کی خدمت میں جا پہنچے۔ حضرت مہاروی نے آپ کی خوب تربیت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کے دادا مرشد حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کے حکم اور حضرت مہاروی کی اجازت سے آپ کو ملتان میں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد رکھنے کے لیئے بھیج دیا گیا۔ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نے ملتان میں ظاہری علوم سکھانے کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت کے لیئے ایک مثالی درسگاہ کا انتظام فرمایا۔ اس درسگاہ نے علمی اور روحانی میدان میں لازوال ہیروں کو تخلیق کیا جو نہ صرف خود چمکے بلکہ دوسروں کو چمکا کر تاریخ کے صفحات پر امر ہوگئے۔ حافظ محمد جمال ملتانی کی درسگاہ اس اعتبار سے بھی آپ نی مثال آپ تھی کہ یہاں اتباع شریعت پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ حافظ محمد جمال ملتانی بلا امتیاز غرباء امراء سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت کو فرض سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی درس گاہ کے دروازے ہمہ وقت کھلے رہتے تھے۔ حافظ محمد جمال ملتانی نہ صرف ایک عالم اور روحانی پیشوا تھے بلکہ آپ تیر چلانے میں بھی ماہر تھے۔ راجہ رنجیت سنگھ نے ملتان کو کئی بار فتح کرنے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ منہ کی کھائی اور آخر کار ناکام ہو کر لوٹا۔ مختصر یہ کہ حافظ محمد جمال ملتانی نے وحدت الوجود کی بناپر سلسلہ چشتیہ کے ذریعے لوگوں کی دینی اور علمی خدمات کے فرائض خوب سرانجام دیتے۔

من گلے ناچیز بودم ولیکن مدت باگل نشستم

جمال ہم نشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم[43]

نتائج

1۔ حافظ محمد جمال ملتانی نے تصوف کے ذریعے عوام کی روحانی اور اخلاقی تربیت کی۔

2۔ حضرت حافظ صاحب کی درس گاہ سے ملتان میں علمی ترقی کو فروغ ملا۔

3-ملتان میں سلسلہ چشتیہ کے قیام سے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچایا گیا۔

4-حضرت حافظ صاحب کی دینی خدمات نے عوام کو از حد متاثر کیا۔

5- آپ نے پنجاب کی ثقافت میں اسلامی اقدار کو شامل کیا۔

6-حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نے عوام کے لئے خیراتی لنگر اور دیگر خدمات کا اہتمام کیا۔

7- آپ کی خانقاہ نے دعوت و تبلیغ میں موئثر کردار ادا کیا۔

8- آپ نے تصوف کو عوامی زندگی کا حصہ بنایا۔

9- حضرت حافظ محمد جمال ملتانی نے آپنی شاعری کے ذریعے عوام میں اسلام کی محبت اور وحدت کا پیغام پہنچایا۔

سفارشات

1-حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی تعلیمات کو نصاب کا حصّہ بنایا جائے۔

2- آپ نے جس خلوص اور جذبے سے طاغوتی طاقتوں کا غرور خاک میں ملایا ھے آج پھر اس جذبہ کو آپنانے کی ضرورت ھے۔

3- آپ کے کلام کو ادب اور فنونِ کے ذریعے مزید مقبول بنایا جائے۔

4-حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کی تعلیمات کو سوشل میڈیا کے ذریعے عام کیا جایے۔

5- آپ کے تدریسی طریقہ کار سے نئ نسل کو آگاہ کیا جائے۔

6-حضرت حافظ صاحب کے نظریات کو کتب اور دستاویزات کی شکل میں محفوظ کیا جائے۔

7- آپ کی تعلیمات کو سماجی اور سیاسی امن کے فروغ کے لئے استعمال کیا جائے۔

8-حضرت حافظ محمد جمال ملتانی کے وحدت الوجود پر مبنی افکار کو موجودہ سانسی دور کے تناظر میں دیکھا جائے۔

حوالہ جات

[1]. رضاء اللہ بخش، تذکرہ جمال، مکتبہ الجمال، ملتان، 2015ء، ص:02

القادری، محمد حسیب، تذکرہ اولیاء ملتان، اکبر بک سیلر، لاہور، س،ن، ص:66

واسطی، زاہد علی، دیکھ لیا ملتان، بیکن بکس، ملتان، 2002ء، ص:336

[2]. نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، مشتاق بک کارنر، لاہور، س،ن، ص:573

3. مہاروی، امام بخش، گلشن ابرار، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:6، 7
4. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبہ الفوائد، فیصل اباد، 1997ء، ص:117
5. رضا، اللہ بخش، تذکرہ جمال، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2015ء، ص:08
6. مہاروی، امام بخش، گلشن ابرار، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006، ص:11
7. نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، مشتاق بک کارنر، لاہور، س، ن، ص:572
8. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبہ الفوائد، فیصل اباد، 1997ء، ص:117
9. رضا، اللہ بخش، تذکرہ جمال، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:16
10. سینٹ پوری، محمد عمر، خلاصۃ الفوائد، مکتب الجمال، ملتان، 2016ء، ص:50
11. سیت پوری، محمد عمر، خلاصۃ فوائد، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2016ء ص:51

گیلانی، اولاد علی، مرقع مولتان، جاذب پبلشر، لاہور، 1995ء، ص:210

شیر محمد نادر، زبدۃ الاخبار، ادارہ تحقیقات پاکستان، لاہور، 1977ء، ص:84

12. نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، مشتاق بک کارنر، لاہور،، س، ن، ص:576
13. نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخِ چشت، مشتاق بک کارنر، لاھور، س، ن، ص:576
14. مہاری، امام بخش، گلشن ابرار، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:18

فریدی، نور احمد خان، تذکر مشائخ چشت، قصر الادب، ملتان، س، ن، ص:293

ابن کلیم، منظوم تاریخ ملتان، کلیم پبلشر، ملتان، 2003ء، ص:30

لدھیانوی، محمد یوسف، اولیاء ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1440ھ، ص:75

سیرانی، نذر محمد، اولیاء ملتان، کتب خانہ حاجی نیاز احمد، ملتان، 1982ء، ص:68

15. سیت پوری، محمد عمر، خلاصہ الفوائد، مکتب الجمال، ملتان، 2016ء، ص:53
16. پرہاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:14
17. پرہاروی، عبد االعزیز، خصائل رضیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:16
18. منشی،، غلام حسن، انوار جمالیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2005, ص:8
19. القرآن، البقرہ، 2:165

[20]. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:06

[21]. سلیمانی،، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:7

[22]. پرھاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:6

[23]. پرھاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:13

[24]. پرہاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:14

[25]. منشی، غلام حسن، انوار جمالیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:27

[26]. القرآن، الکھف، 110:18

[27]. بخاری، محمد زاہد، اسرار الکمالیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:19

[28]. پرھاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:10

[29]. پرھاروی، عبد العزیز، خصائل رضیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006، ص:10

[30]. القرآن، البقرہ، 115:2

[31]. القرآن، الاحزاب، 21:33

[32]. القرآن، النساء، 59:4

[33]. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:9

[34]. مہاروی، امام بخش، گلشن ابرار، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006، ص:66

[35]. منشی، غلام حسن، انوار جمالیہ، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:25

فریدی، نور احمد خان، سرزمین ملتان، قصر الادب، ملتان، 1976ء، ص:88

پرہاروی، عبد العزیز، گلزار جمالیہ، مطبع ابو العلیٰ، آگرہ، 1325ھ، ص:15

، محمد حسین، فیض النشائخ، خانقاہ چشتیہ، جہلم، س،ن، ص:134

[36]. القرآن، الاعراف، 156:7

[37]. القرآن، انور، 30:24

[38].. منشی، غلام حسن، انوار جمالیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:53

[39]. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:38

[40]. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبۃ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:26

[41]. منشی، غلام حسن، انوار جمالیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:62

[42]. سلیمانی، نجم الدین، مناقب المحبوبین، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:36

[43]. سعدی، شرف الدین، گلستان سعدی، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، 1404ھ، ص:12

بخاری، محمد زاہد، شاہ، اسرار الکمالیہ، مکتبہ الجمال، ملتان، 2015ء، ص:4

مہاروی، امام بخش، گلشن ابرار، مکتبہ الجمال، ملتان، 2006ء، ص:04